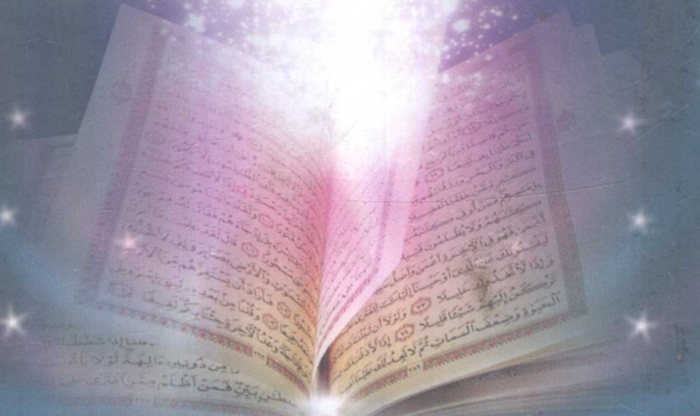
قَالَ الصَّحَابِیُّ الْجَلِیْلُ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَالَّذِیْ لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ مَا نَزَلَتْ اٰیَۃٌ
مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ اِلَّا وَاَنَا اَعْلَمُ فِیْمَنْ نَزَلَتْ وَاَیْنَ نَزَلَتْ (الحدیث)

قرآنی آیات
کے
شانِ نزول



مؤلف: الشیخ خالد عبد الرحمٰن العک
مترجم: مولانا ریاض احمد

MAKTABA-E-REHMANIA
مکتبہ رحمانیہ

قرآنی آیات کے شانِ نزول

تالیف

امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی (رحمہ اللہ)

مترجم

مولانا ریاض احمد صاحب

مکتبہ رحمانیہ
MAKTABA-E-REHMANIA
اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37355743

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: ------------------- قرآنی آیات کے شانِ نزول

مترجم: ------------------- مولانا ریاض احمد صاحب

ناشر: ------------------- مکتبہ رحمانیہ

مطبع: ------------------- لٹل سٹار پرنٹرز لاہور

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرما دیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔ (ادارہ)

کی تفسیر میں کتب تفسیر میں انبیاء علیہم السلام کے بارے میں بعض موضوع روایات ذکر کی گئی ہیں جو کسی طرح سے بھی انبیاء علیہم السلام کی پاکیزہ ہستیوں کے شایان شان نہیں اور انبیاء علیہم السلام ان منسوب کی جانے والی باتوں سے بالکل مبرا ہیں اگر چہ مصنف موصوف نے ان کا کوئی تذکرہ نہیں کیا لیکن اگر ان کی حیثیت کی طرف اشارہ کر دیا جائے اور درست تفسیر بیان کر دی جائے تو بہت اچھا ہو لہٰذا بندہ نے اس بارے میں ایک حاشیہ بھی لکھ دیا جس میں بعض آیات کا شانِ نزول ذکر کیا ہے اور بعض موضوع روایات کو رد کرتے ہوئے درست تفسیر کو ذکر کیا ہے اور اس سلسلے میں احقر نے اپنی طرف سے کوئی نئی چیز داخل نہیں کی اور نہ ہی احقر اس قسم کی کوئی جسارت کر سکتا ہے یہ حاشیہ اکابر علماء دیو بند ہی کی تفاسیر سے مع حوالہ جات کے لیا ہے اور ان حضرات کی ان روایات کے بارے میں رائے ذکر کر دی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنے ہاں قبولیت اور عندالناس مقبولیت سے نوازے۔

احقر

ریاض احمد

مدرس جامعہ منظور الاسلامیہ لاہور

سورۃ آل عمران

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ وفد نجران رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا یہ ساٹھ سوار تھے اور ان میں چودہ قوم کے بڑے بڑے شرفاء تھے۔ ان چودہ میں سے تین افراد ایسے تھے کہ ان کے تمام معاملات وہی سنبھالتے تھے۔

عاقب یہ قوم کا امیر اور صاحب مشورہ تھا اس کی رائے کے بغیر یہ لوگ کوئی کام نہ کرتے تھے اس کا نام عبدالمسیح تھا۔

سید یہ ان کا امام تھا اور سفر کا متولی تھا اس کا نام ایھم تھا۔

اور ابو حارثہ بن علقمہ ان کا بشپ، بڑا عالم اور امام تھا اور ان کی مذہبی تعلیم گاہ کا متولی تھا۔ اسے ان کے ہاں بے حد شرف حاصل تھا یہ ان کی مذہبی کتابیں پڑھا کر ان کے دینی علوم میں بہت ماہر ہو چکا تھا۔ روم کے بادشاہوں نے اسے بے حد شرف اور مال سے نواز رکھا تھا اور اس کے لئے اس کے علم و اجتہاد کی وجہ سے کئی کنیسے بنا رکھے تھے۔

یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ جب آپ ﷺ عصر کی نماز سے فارغ ہوئے تو یہ آپ ﷺ کی مسجد میں داخل ہوئے یہ لوگ یمنی کپڑے، جبے اور چادریں پہنے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ کے صحابہ میں سے جس نے انہیں دیکھا کہا: ہم نے ان کی طرح کا وفد کبھی نہ دیکھا۔ ان کی نماز کا وقت قریب آیا تو یہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو! انہوں نے مشرق کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی۔ سید اور عاقب نے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو شروع کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم اسلام لے آؤ! انہوں نے کہا کہ ہم آپ ﷺ سے پہلے اسلام لا چکے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا۔ تمہیں اللہ کیلئے بیٹا پکارنے، صلیب کی عبادت کرنے اور خنزیر کا گوشت کھانے نے اسلام قبول کرنے سے روک دیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے نہیں ہیں تو پھر ان کا والد کون ہے؟ ان تمام نے حضور ﷺ سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جھگڑا کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ کوئی بھی بیٹا ہو وہ باپ کے مشابہ ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے اسے موت نہیں آتی اور عیسیٰ علیہ السلام فانی ہیں۔ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ہمارا رب ہر چیز پر نگہبان ہے ہر چیز کی حفاظت کرتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کیا عیسیٰ علیہ السلام ان میں سے کسی چیز پر قادر ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے رب نے عیسیٰ علیہ السلام کو رحم میں جیسی چاہی صورت بخشی اور ہمارا رب نہ کھاتا ہے، نہ پیتا ہے اور نہ اسے حدث لاحق ہوتا ہے۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے ایسے اٹھایا جیسے ایک عورت اپنے بچے کو اٹھاتی ہے اور پھر ایسے ہی جنا جیسے ایک عورت اپنے بچے کو جنتی ہے پھر آپ علیہ السلام کو ایسے ہی خوراک دی گئی جیسے ایک بچے کو دی جاتی ہے۔ پھر آپ علیہ السلام کھاتے، پیتے تھے اور آپ علیہ السلام کو پیشاب اور پاخانہ آتا تھا۔ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اس طرح کیسے ہو سکتا ہے جیسا کہ تم گمان کرتے ہو۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران کے شروع حصے سے تقریباً اسی (۸۰) سے کچھ زائد آیات نازل فرمادیں۔

[قرطبی: ۴/۴، نیسابوری: ۸۰]

الآیۃ: ۱۲۔ قولہ تعالیٰ:

﴿ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ ﴾

"ترجمہ۔ (اے پیغمبر ﷺ) کافروں سے کہہ دو کہ تم (دنیا میں بھی) عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے اور (آخرت میں) جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بری جگہ ہے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں مشرکین کو شکست دی تو مدینہ کے یہود کہنے لگے اللہ کی قسم! یہ وہی نبی امی ہیں جن کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمیں خبر دی تھی اور ہم اپنی کتاب تورات میں ان کا حلیہ اور صفت پاتے ہیں اور ان کو کوئی علم (یعنی بڑا لشکر) بھی شکست نہیں دے سکتا۔ انہوں نے حضور ﷺ کی تصدیق اور اتباع کا ارادہ کیا لیکن پھر بعض نے بعض سے کہا جلدی مت کرو یہاں تک کہ دوسرا معرکہ بھی دیکھ لو۔ جب غزوہ احد ہوا اور صحابہ کو بہت زیادہ تکلیف پہنچی تو یہ شک میں پڑ گئے اور کہنے لگے کہ نہیں اللہ کی قسم یہ وہ نہیں ہے ان پر بدبختی غالب آ گئی اور انہوں نے اسلام قبول نہ کیا۔ ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ایک مدت تک کیلئے ایک معاہدہ تھا انہوں نے اسے بھی توڑ دیا۔ کعب بن اشرف ساٹھ سواروں کو لے کر مکہ کی طرف ابوسفیان اور اس کے ہم نشینوں کے ساتھ روانہ ہوا انہوں نے آپس میں موافقت کی اور اپنے معاملے کو پختہ کر لیا اور کہا کہ ہماری بات ایک ہی ہوگی۔ پھر یہ مدینہ کی طرف واپس لوٹ گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ [اسباب النزول ۸۱، زاد المسیر ۱/۳۵۶]

محمد بن اسحاق بن یسار کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر میں قریش کو شکست دی اور مدینہ تشریف لے آئے تو یہود کو جمع فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے یہود کی جماعت! اللہ تعالیٰ سے اس مصیبت کے بارے میں ڈرو جیسی قریش پر نازل ہوئی ہے۔ اور ایسی ہی مصیبت تم پر بھی نازل ہو اس سے پہلے پہلے اسلام قبول کر لو۔ تحقیق تم پہچان چکے ہو کہ میں وہی نبی ہوں جس کے بارے میں تم اپنی کتاب میں لکھا ہوا پاتے ہو اور جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا: اے محمد ﷺ! آپ کو یہ بات دھوکے میں نہ ڈالے کہ آپ کا مقابلہ ناتجربہ کار لوگوں سے ہوا ہے جو جنگ کرنا نہیں جانتے اور آپ نے ان میں موقع پا لیا۔ اللہ کی قسم! اگر آپ نے ہمارے ساتھ لڑائی کی تو آپ جان لیں گے کہ ہم مرد ہیں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

﴿ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾ يعني اليهود ﴿ سَتُغْلَبُوْنَ ﴾ تهزمون ﴿ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ﴾ في الآخرة [نیسابوری ۸۱، طبری ۳/۱۲۸، سنن ابی داؤد رقم: ۳۰۰۱، سیوطی ۴۹]

یہ روایت عکرمہ اور سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔

الآیۃ: ۱۸۔ قولہ تعالیٰ:

﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ﴾

الآیۃ ـ ۵۹ ـ قولہ تعالیٰ:

﴿ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَاللّٰہِ ﴾

''ترجمہ۔عیسیٰ کا حال خدا کے نزدیک آدم کا سا ہے کہ اس نے (پہلے) مٹی سے ان کا قالب بنایا پھر فرمایا کہ (انسان) ہو جا تو وہ (انسان) ہو گئے''

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ نجران کے ایک وفد نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ ہمارے نبی علیہ السلام کو برا بھلا کیوں کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کیا کہتا ہوں؟ انہوں نے کہا آپ ﷺ انہیں عبد (بندہ) کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! بے شک وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اللہ کا کلمہ ہیں جسے اس نے کنواری اور پاکیزہ مریم علیہا السلام کی طرف القاء کیا۔ وہ اس پر غضبناک ہوئے اور کہا کہ ہمیں ان کا کوئی مثل دکھایئے!

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔[قرطبی:۴/۱۰۳]

حضرت حسن سے روایت ہے کہ نجران کے دو راہب نبی ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم آپ ﷺ سے پہلے اسلام لا چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا۔ تمہیں اسلام لانے سے تمہاری تین چیزوں نے روک دیا۔ ایک تمہارا صلیب کی عبادت کرنا۔ دوسرا خنزیر کھانا اور تیسرا اللہ کے لئے بیٹا پکارنا۔ انہوں نے کہا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا والد کون ہے؟ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جواب میں جلدی نہ فرماتے یہاں تک کہ اللہ کا حکم نازل ہو جاتا اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی ﴾

''ترجمہ۔عیسیٰ کا حال خدا کے نزدیک آدم سا ہے''[نیسابوری ۸۶، سیوطی ۵۱، ابن کثیر:۱/ ۳۶۸]

الآیۃ :۶۱ ـ قولہ تعالیٰ:

﴿ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ ﴾

''ترجمہ۔تو ان سے کہنا کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلاؤ اور ہم خود بھی آئیں اور تم خود بھی آؤ پھر دونوں فریق (خدا سے) دعا والتجا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجیں''

حضرت حسن سے روایت ہے کہ نجران کے دو راہب نبی ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسلام لے آؤ سلامتی پاؤ گے تو انہوں نے کہا ہم آپ ﷺ سے پہلے اسلام لا چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے جھوٹ بولا۔ تمہیں اسلام لانے سے تمہارے صلیب کو سجدہ کرنے، اللہ کے لئے بیٹا بنانے اور شراب پینے نے روک دیا۔ انہوں نے کہا آپ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ آپ ﷺ خاموش رہے اور قرآن نازل ہوا:

﴿ ذٰلِکَ نَتْلُوْہُ عَلَیْکَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ﴾ (سورۃ آل عمران، الآیۃ ۵۸)

الیٰ قولہ تعالیٰ: ﴿ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ ﴾

ترجمہ: ''(اے محمد ﷺ) یہ ہم آپ کو (خدا کی) آیتیں اور حکمت بھری نصیحتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔''
عیسیٰ کا حال خدا کے نزدیک آدم کا سا ہے..... پھر اگر یہ لوگ عیسیٰ کے بارے میں تم سے جھگڑا کریں اور تم کو حقیقت حال تو معلوم ہو ہی چلی ہے تو ان سے کہنا کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلائیں تم اپنے بیٹے اور عورتوں کو بلاؤ اور ہم خود بھی آئیں اور تم خود بھی آؤ پھر دونوں فریق (خدا سے) دعا و التجا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجیں''۔

تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو مباہلہ کی دعوت دی اور حسن، حسین، فاطمہ اور اپنے گھر والوں کو لے آئے جب یہ دونوں آپ ﷺ کے پاس سے نکلے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ جزیہ کا اقرار کر لے اور ان سے مباہلہ نہ کر! چنانچہ اس نے جزیہ کا اقرار کر لیا راوی کہتے ہیں کہ یہ دونوں واپس آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم جزیہ کا اقرار کرتے ہیں اور آپ ﷺ سے مباہلہ نہیں کرتے۔ [ابن کثیر: ۱/ ۳۶۹]

الآیۃ: ۶۵۔ قولہ تعالیٰ:

﴿ يَاَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّوْنَ فِيْ اِبْرَاهِيْمَ ﴾

''ترجمہ۔ اے اہل کتاب تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل ان کے بعد اتری (اور وہ پہلے ہو چکے ہیں) تو کیا تم عقل نہیں رکھتے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب نصاریٰ نجران اور یہودی علماء رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوئے اور آپ ﷺ کے پاس آپس میں جھگڑا کرنے لگے۔ یہودی علماء نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام عیسائی تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ [تفسیر ابن کثیر ۱/ ۳۷۲]

قرطبی کہتے ہیں کہ یہ آیت یہود اور نصاریٰ میں سے ہر ایک کے یہ دعویٰ کرنے کی وجہ سے نازل ہوئی کہ ابراہیم علیہ السلام ان کے دین پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب فرمائی کہ یہودیت اور نصرانیت تو آپ علیہ السلام کے بعد آئی ہے یہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں مذکور ہے:

﴿ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰاةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْ بَعْدِهٖ ﴾

''ترجمہ۔ حالانکہ تورات اور انجیل ان کے بعد اتری ہیں (اور وہ پہلے ہو چکے ہیں)'' [تفسیر قرطبی: ۴/ ۱۰۷]

الآیۃ: ۶۸۔ قولہ تعالیٰ:

﴿ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ ﴾ علی ملّته و سنته ﴿ وَهٰذَا النَّبِيُّ ﴾
یعنی محمداً ﷺ

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

''ترجمہ۔ ابراہیم سے قرب رکھنے والے تو وہ لوگ ہیں جو ان کی (ملت اور سنت میں) پیروی کرتے ہیں اور یہ پیغمبر (محمد ﷺ) اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور خدا مومنوں کا کارساز ہے''۔